

مولانا عبد القیوم حقانی

وزیریوں کے طبقہ سے تعلق رکھنے والے ارباب علم و فضل کا تذکرہ ۱

(علامہ سمعانی سے ایک ملاقات)

۳۰ جون ۱۹۸۰ء۔ آج پھر حسب سابق شوق کے پیروں سے اڑ کر، دل کی عقیدت اور اخلاص و محبت کا نذرانہ کے کمر علامہ سمعانیؒ کی بارگاہ سعادت میں رسائی حاصل کی۔ فیض صحبت اور گراں قدر ارشادات کی سماعت کا شرف حاصل ہوا۔ اس مرتبہ بھی حسب سابق اس بے بضاعت اور سیاہ کار کو ان سے نہ صرف علمی نیاز اور اپنی بساط کی حد تک گہرا نیاز حاصل ہوا۔

انہی راہ محبت و قدر افزائی پہلی ہی ملاقات میں بغیر کسی تکلف اور تصنع کے صداقت اور اخلاص کے ساتھ مجھے گوہر مقصود عنایت فرماتے ہوئے اپنی شہرہ آفاق تصنیف کتاب الانساب کا ورق نمبر ۲۱۴ کھول کر سامنے رکھ دیا۔ اسے حسن اتفاق کہتے یا علامہ سمعانیؒ کی کرامت اور ہے درحقیقت فیاض انزل کی عنایت کہ اس مرتبہ ورق گردانی کی عبرت آموز محنت سے بھی محفوظ رہا۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ علامہ سمعانیؒ سے ایک بار نیابت و ملاقات اور استفادہ کے بعد شاید ہی کوئی نماز ایسی ہو جس کے بعد ان کی مغفرت اور رفع درجات کی دعا نہ کی ہو۔ اور شاید ہی کوئی دعا ایسی ہو جس میں خدا کے حضور علامہ سمعانیؒ سے مزید استفادہ اور حصول فیض کی درخواست شامل نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضل اور بے پایاں رحمت کے قربان جانیے جس کے صدقے خدا جانے کتنے کشتگانِ یاس، بارانِ رحمت کے چھینٹوں سے زندہ ہوئے بقول مولانا محمد علی جوہرؒ

اک شہر آرزو یہ بھی ہونا پڑا نخل

ہل من مزید کہتی ہے رحمت دعا کے بعد

حاضر خدمت ہوتے ہی دیکھا کہ علامہ سمعانیؒ نے طبقہ رخیاط (وزیریوں) کے ارباب علم و فضل کی مغل

جماعتے ہوئے ہیں۔ ان کی مجلس میں اس طبقہ کے مشاہیر علماء رولتی افرور ہیں۔ ایک ایسا پاکیزہ منظر پیش نظر ہے جو میری معلومات کی حد تک تاریخ علم و فضل میں بس اپنی مثال آپ ہی تھا۔ خدا جزائے خیر دے علامہ سمعانیؒ کو کہ انہوں نے کتاب الانساب کے ذریعہ مجھے اس نورانی و روحانی مجلس علم و افادہ میں حاضری کا اور ارباب علم و فضل سے فیض یاب ہونے کا موقع بخشا۔ میں نے بھی اسے غنیمت جانا کہ اپنا نامہ اعمال تو سیاہ ہے ہی، شاید ان بزرگوں کی معنوی ہم نشینی ذریعہ نجات بن جائے۔

گرچہ از نیکاں نیم خود را بہ نیکاں بستہ ایم
در ریاض آفرینش رشتہ گلدستہ ایم

ورق کی شہ سُرخ اور گفتگو کا عنوان تھا ”خیاط“ (درزی علماء و فضلاء) اجرت اور مزدوری پر کپڑوں کی سلائی کرنے والے کو عزلی میں خیاط (درزی) کہتے ہیں۔ اسلام نے بغیر کسی نسلی لسانی اور پیشہ وارانہ امتیاز کے درزیوں کے اس طبقہ کو بھی علم نبوت کی لازوال دولت سے مالا مال کیا۔ فیاض ازل کی اس قدر بے پناہ اور بے مثال سخاوت کے ہدف درزیوں کے طبقہ اور پیشہ میں بڑے بڑے علماء عظیم فقہاء اور ان گنت مفسرین اور محدثین پیدا ہوئے۔

جنہوں نے اپنی پیشہ وارانہ مہارت، تجربہ و کمال، علمی وجاہت، روحانی جلالتِ قدر اور عالمانہ شکوہ و جلال سے اپنے لئے نہ تو کوٹھیلوں کے نرم اور گداز بستروں پر سامانِ استراحت فراہم کیا اور نہ نکھرے ہوئے اور نکہت بیر بھولوں کے معطر پار پیچنے اور نہ لہلہاتے ہوئے سبزہ زاروں میں تفریحی زندگی اختیار کی اور نہ انہوں نے کبھی حکومت کی چشم و ابرو پر نگاہ رکھ کر اپنے اعزاز و رتبہ میں اضافہ کرنے کی کوشش کی بلکہ انہوں نے خدمتِ دین، اشاعتِ علم، درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کی راہ اختیار کی اور ساری زندگی کانٹوں کی سیج پر لیٹے رہے۔ راتوں کو اپنی نیند حرام کرتے اور سب سے بے نیاز ہو کہ ایک خدا کے حضور نیاز مندی کا اظہار کرتے۔ اور اس دنیا کے دارالامتحان کے آزمائش کے ہموڑ پر اپنے ہر بون کو چنگاریوں اور شعلوں کی نذر کرتے رہے۔ مگر ناشکری کا کلمہ زبان پر نہ آنے دیا۔ ہر حال میں قانع اور تحصیل و اشاعتِ علم پر شاداں و فرحاں رہے۔

اور حقیقت بھی یہ ہے کہ درزیوں کے طبقہ سے تعاق رکھنے والے علمی و روحانی مربیوں، ارباب کمال اور صاحبان علم و فضل نے نہ صرف یہ کہ اپنے حلقہٴ ارادت، مستفیدین و متعلقین، تلامذہ اور امت کے بیشتر افراد کے ظاہری و باطنی کائناتوں کو اپنے علم و معرفت کے آبِ مصفا سے دھو کر ختم کیا بلکہ انسانیت کو علم و دیانت کا صاف و شفاف لباس عطا فرمایا۔ جسم انسان کے لئے علم و فضل کے اعلیٰ تباؤں

کی سلائی کی اور ظلم و جہالت کو علم و تقویٰ کی پوشاک پہنائی۔ علامہ سمعانی نے اسی صفحہ پر درزیوں کی نسل اور پیشہ سے تعلق رکھنے والے ارباب علم و فضل کی ایک فہرست مرتب فرمائی ہے۔

سرفہرست علامہ عبد اللہ صالح بن راشد خبیاط (درزی) کا تذکرہ ہے۔ موصوف بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ امام مالک اور امام حسن بصری سے علوم نبوت کی تحصیل کی۔ اور ان سے روایت بھی کرتے رہے، بہت بڑے عالم، صاحب علم و فضل متقی، صاحب ورع، پرمیزگار اور بزرگ انسان تھے۔ خدمت دین اور اشاعت علم ان کا مشغلہ رہا۔ پوری زندگی اس کے لئے وقف کر دی۔ اپنا پیشہ، کاروبار اور فقر و فاقہ، غربت یا افلاس ان کے لئے خدمت دین اور اشاعت علم کی راہ میں کوئی مانع اور رکاوٹ نہیں سکے۔ آپ کے تلامذہ میں حرص بن عمارہ نبو زیادہ مشہور ہیں جنہیں آپ کے حلقہ مستفیدین میں علامہ سمعانی نے اولین جگہ دی ہے۔

علامہ ابوسلیمان خبیاط (درزی) حجازی اور تابعی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد و رشید ہیں نسل اور پیشہ کے لحاظ سے خبیاط (درزی) تھے۔ مگر فضل و کمال کے لحاظ سے قرآنی علوم کے حافظ و ماہر تھے۔ اور علم حدیث میں بھی بلند پایہ رکھتے تھے۔

صالح بن راشد خبیاط اور ابوسلیمان خبیاط دونوں اپنے اسلاف کی طرح تحصیل علم اور پھر خدمت دین و اشاعت علم کے دوران گرم و سرد حالات مصائب و اکام صبر آزما واقعات اور متنوع امتحانات سے گزرتے رہے مگر یہ حال میں ان کے دل اطمینان سے اپنے مطلوب یعنی تحصیل و اشاعت علم میں مشغول رہے اور سخت محنت و حوصلہ فرما کر سچا و نواز ل بھی ان دلوں میں علم کی جگہ کوئی تفرقہ پیدا نہ کر سکے۔ اگرچہ بعض حالات میں معاش کی ضرورت اور اہل و عیال کی پرورش کی ذمہ داریوں نے انہیں اپنے پیشہ وراںہ کام (کپڑوں کی کتر بیونت اور سلائی) میں مصروف رکھا مگر قلب ان کا اس حالت میں بھی علم کی جانب مشغول رہا۔

ماسوا سے بے نیازی اور علم کی طرف مکمل توجہ رہی۔ دست بکار دل بیار کا پورا مظہر تھے ان کی ساری

زندگی گویا

العشقُ نارٌ تحرقُ ماسووی المَطْلُوبُ عشق ایک ایسی آگ ہے جو محبوب کے ماسوا

پر چیر کر جلا دیتی ہے

کا جلوہ تھی۔ علامہ ابونا فع خبیاط کا تذکرہ درزیوں کی اس فہرست میں علامہ سمعانی نے تیسرے نمبر پر کیا ہے موصوف تابعین سے ہیں۔ علوم نبوت کی تحصیل و تکمیل امام دارالہجرۃ امام مالک، علامہ سالم خبیاط، حضرت حسن بصری اور محمد بن سیرین سے کی۔ اور امام مالک سے روایت بھی کرتے رہے زہد و ورع، ذوق مطالعہ، شوق عبادت و اشاعت علم اور دینی خدمات کے لحاظ سے اپنے اقران میں ممتاز اور ہم عصر علما میں تعظیم، قدر و منزلت اور

اور عظمت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

علامہ عمران خیاط بھی نسل اور پیشہ کے لحاظ سے درزی ہیں۔ مگر فضل و کمال اور ازلی عطا و نوال کے لحاظ سے علوم نبوت کے وارث اور شاہیر ارباب علم و فضل سے ہیں۔ علامہ ابراہیم نخعی اور علامہ زید بن وہب جیسے بیکانہ روزگار شخصیات سے قرآن و حدیث کے علوم کی تحصیل کی۔ اس دوران ہر دو حضرات کے حلقہ تلامذہ میں ممتاز مقام حاصل کیا۔ اور پھر مدت العمر درس و تدریس، خدمت دین اور اشاعت علم میں مصروف رہے۔

عبد اللہ بن عون جیسے صاحب فضل و کمال کو آپ سے نسبت تلمذ پر فخر حاصل رہا۔ آپ کی تدریسی، تعلیمی اور تبلیغی زندگی بھی انقلابی ہے۔ آپ کے تبلیغی مساعی، مواعظ حسنہ اور تدریسی حلقے حد درجہ پرتاثر رہے۔ آپ کی پرتاثر گفتگو سے بگڑے ہوئے سنورے۔ کئی بدکردار باکردار بنے۔ آپ کی زندگی کی تمام کارگذاری، آپ کی زیر کی ودانائی اور علم پروری و علم دوستی کا بین ثبوت ہے۔

ابو الحسن علی بن محمد بن عیسیٰ خیاط (درزی) مشہور عالم متقی، پرہیزگار اور بزرگ انسان تھے۔ آپ کا تعلق مصر سے ہے۔ ابن العسار کی کنیت سے زیادہ مشہور تھے۔ علم و فضل علم دوستی اور علم پروری میں اپنے زمانہ کی آپ ہی مثال تھے۔

محمد بن میمون خیاط (درزی) کو امام سفیان بن عیینہ اور امام ابو سعید جوبنی بائند کے سوالی سے ہیں تلمذ کا شرف حاصل ہے۔ دونوں سے علم حدیث کی روایت کرتے ہیں تحصیل علم کے بعد زندگی بھر اشاعت علم اور درس و تدریس میں مصروف رہے۔ شی ذوق غالب رہا۔ طالبان علوم نبوت پروانہ دار آپ کے حلقہ درس میں آتے، علوم نبوت کی تحصیل کرتے۔ نام ابو الحسن ساجی اور علامہ ابن صاعد جیسے اکابر علم و فضل کو آپ سے نسبت تلمذ پر فخر ہے۔

اسد بن موسیٰ بن ابی عمران خیاط (درزی) بڑے عالم، کامیاب معلم اور وعظ و تدریس میں بے مقبول تھے۔ ان کو معتدل کا مقام حاصل تھا۔ یعنی اسلامی عدالت میں گواہوں کی عدالت و ثقاہت کا فیصلہ دیتے تھے۔ جس کے بعد گواہ عدالت میں شہادت دے سکتے تھے۔ آپ کے اساتذہ میں سورت بن حکم، محمد بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عبد الوہاب زیادہ مشہور ہیں۔ آپ کا حلقہ درس بہت وسیع تھا۔ محمد بن خالد جیسے اساطین علم نے آپ کے حلقہ درس میں شرکت کی سعادت کو اپنے لئے بہت بڑا شرف جانا۔ اور آپ سے تلمذ و روایت کی نسبت حاصل کی۔

سارے سمعانی نے درزیوں کی اس طویل فہرست میں بیسیوں علماء، فضلاء، محدثین و مفسرین ارباب علم و فضل اور ساطین علم کا تذکرہ کیا ہے۔ جو نسل یا پیشہ کے لحاظ سے درزی تھے مگر فضل و کمال کے لحاظ سے

اخذیاری کے ورثا تھے کہ علوم نبوت کی دولت سے مالا مال تھے۔

اسی صفحہ پر علامہ سمعانیؒ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

وَجَمَاعَةٌ مِنْ شَيْوُخِنَا
يَعْمَلُونَ عَمَلِ الْخِيَاطَةِ
ہمارے شیوخ اور اساتذہ کی ایک جماعت
سلائی (درزیوں) کا کام کرتی تھی۔

دین اسلام کی فیاضی، علوم نبوت کی عمومیت، فیاض ازل کی عطا و بخشش اور علم وحی کی وسعت کا اس سے اندازہ لگائیے کہ خیاطت (سلائی) کا کام کرنے والے درزیوں کو تحصیل و اشاعت علم اور تعلیمات نبوت میں کس قدر دسترس اور کیا کمالات حاصل تھے۔ علامہ سمعانیؒ کی دی ہوئی طویل فہرست سے یہ اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے کہ گلشن علوم نبوت کی بزم علم و فضل میں بعض درزی علماء کو بھی گل سرسبد اور میر مجلس کی صدر نشینی حاصل رہی ہے آج ان ہی کی شب بیداریاں اور علمی کاوشیں کروڑوں مسلمانوں کی تمنائوں کا مرکز اور آرزوؤں کا گلزار اور خواہشوں کا سینہ زار ہیں۔ ان کی مکتب، ان ہی کی تعلیمات، ان ہی کی سیرت و اخلاق اور ان ہی کی تار و پود کی جذبات کا خمکہ ان کے احساسات کا گل کردہ اور تخیلات کا عشرت کدہ ہے اور موجب حیرت و استعجاب ہے یہ امر کہ انہوں نے محنت و مزدوری، مشقت اور معاشی ضروریات کی تکمیل اپنے پیشہ خیاطت (سلائی) متنوع مشاغل اور ہمہ جہتی رنگارنگی کے باوجود درحال یہ گلشن علوم نبوت کو سرسبز و

شاداب رکھا۔

=====

بقیہ علوم اسلامیہ اور روس

”مسلمانسکی میز“ (مسلم دنیا) کے نام سے نکاشا شروع کیا۔ اس رسالہ نے ”میز اسلام“ کے تمام علمی کاموں کو الٹ کر رکھ دیا۔ اس کے علاوہ بھی متعدد رسائل اس زمرے میں شائع ہوتے تھے جو اسلام شناسی کے لئے وقت تھے۔ لیکن ان سب سے صرف نظر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ سب رسائل ایک دوسرے کے ہم خیال و ہم آواز تھے۔ اس باب کے آخر میں سمرنوف نے ”بوڈروا“ مصنفین کی کتابوں کی اہمیت کا یہ کہہ کر اعتراف کیا ہے کہ ان کتابوں پر ڈال کر سائنسی انداز سے ان مسائل پر اندر سر نہ غور کیا جاسکتا ہے۔ اور موجودہ عہد کے تناظر میں ان پر مزید تحقیقی کام کیا جاسکتا ہے جو آج کی علمی دنیا کے لئے خاصا مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

ابھی تک جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے اس بات کا اندازہ ہو گیا ہو گا کہ انقلاب روس سے پہلے روس میں اسلام شناسی کے نام پر جو بھی تحقیقی کام ہوا ہے۔ اس کا اصل مقصد اسلام کی مخالفت کرنا ہے اس کو سمجھنا سمجھانا نہیں ممکن ہے عہد زیر بحث میں کچھ ایسی بھی کتابیں لکھی گئی ہوں جن میں واقعی اور حقیقی اسلام کی ترجمانی کی گئی ہو۔ لیکن چونکہ سنٹرل ایشین ریویو کے تبصرہ نگار نے اس طرح کی کسی کتاب کا ذکر نہیں کیا اس لئے گمان یہی ہوتا ہے کہ سمرنوف نے بھی اپنی کتاب کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اسلام شناسی کا یہ رجحان انقلاب روس کے بعد بھی برقرار رہا اور آج بھی برقرار ہے۔